

79142- زدکوب اور توہین کے بدلے مال لینے کا حکم

سوال

بہت سے افراد کے سامنے مجھے جوتے مارنے کے نتیجے میں کچھ رقم دی گئی، یہ فیصلہ ایک پنچائت میں کیا گیا، اس رقم کا حکم کیا ہے، اور آیا مجھے حق ہے کہ میں یہ رقم محتاج اور فقراء پر صدقہ کر دوں؟

اور کیا میں یہ رقم اپنے معاشی امور میں خرچ کر سکتا ہوں؟

پسندیدہ جواب

اول :

اس طرح کی پنچائتوں سے فیصلہ کروانے میں کوئی حرج نہیں، جن کے متعلق لوگوں کو علم ہے اور وہ ان کے جھگڑے وغیرہ حل کرانے کے لیے قائم ہیں، لیکن اس کے لیے ایک شرط ہے کہ اس میں فیصلہ کرنے والا شرعی علم رکھتا ہو، تاکہ لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ کر سکے، نہ کہ اپنی عادات و خواہشات اور رواج کے مطابق، جن میں اکثر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مخالف ہوتی ہیں۔

چنانچہ اگر تو یہ پنچائت اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے یہی مطلوب و مقصود ہے، اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مخالف فیصلہ کریں تو پھر یہ فیصلہ معتبر نہیں ہوگا، اور وہ فیصلہ باطل ہے اسے تسلیم نہ کرنا واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿کیا وہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہو سکتا ہے، یقین رکھنے والی قوم کے لیے﴾۔ المائدہ (50)۔

دوم :

علماء کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا تھپڑ، اور مکہ وغیرہ میں قصاص واجب ہوتا ہے یا کہ تعزیر؟

جسور علماء کہتے ہیں کہ اس میں قصاص نہیں بلکہ تعزیر واجب ہوتی ہے، لیکن صحابہ کرام اور محققین حضرات کا مسلک یہ ہے کہ اس میں قصاص واجب ہوتا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کتاب الدیات میں "جب کسی قوم نے کسی شخص کو مارا تو کیا ان سے قصاص لیا جائیگا یا کہ سب کو سزا دی جائیگی؟" کے باب کے تحت کہتے ہیں :

"اور ابو بکر، ابن زبیر، اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سوید بن مقرن نے تھپڑ کا قصاص لیا، اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مار کا درے کے ساتھ قصاص لیا، اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین کوڑے سے قصاص لیا، اور شریح نے کوڑے اور زخم کا قصاص لیا" انتہی۔

اور یہی قول صحیح ہے، اور جس نے بھی اس کے خلاف اجماع نقل کیا ہے، اس کی بات غلط ہے، بلکہ اگر کوئی شخص صحابہ کرام کا اس حکم میں اجماع نقل کرتا ہے تو یہ کوئی بعید نہیں۔

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اس مسئلہ تھپڑ، اور مار وغیرہ جس میں ہر اعتبار سے بالکل اسی طرح قصاص لینا مشکل ہو جو فاعل نے کیا ہے اختلاف پایا جاتا ہے، کہ آیا اس میں قصاص جائز ہے یا کہ اس میں کسی اور قسم کی سزا یعنی تعزیر لگائی جاسکتی ہے؟

اسمیں دو قول ہیں :

ان میں زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ : اس میں قصاص مشروع ہے، خلفاء راشدین کا مسلک یہی ہے، اور اس کا ثبوت ان سے ملتا بھی ہے، امام احمد اور ابو اسحاق البوزجانی نے اپنی کتاب "المترجم" میں ان سے یہ بیان بھی کیا ہے، اور امام احمد رحمہ اللہ نے بھی اسے بیان کیا ہے، ہمارے شیخ (یعنی ابن تیمیہ رحمہ اللہ) کہتے ہیں : جمہور سلف کا قول یہی ہے۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ : اس میں قصاص مشروع نہیں، یہ قول امام شافعی، امام مالک، اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ اور امام احمد کے متاخرین اصحاب سے منقول ہے، حتیٰ کہ ان میں سے بعض نے تو اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ اس میں قصاص نہیں! ایسا نہیں جیسا وہ گمان کرتے ہیں، بلکہ صحابہ کرام کا قصاص میں اجماع اس کے منع کے اجماع سے زیادہ قریب ہے؛ کیونکہ یہ خلفاء راشدین سے ثابت ہے، اور ہمارے علم کے مطابق تو اس میں ان کا کوئی مخالفت نہیں۔

ان اقوال کا ماننا یہ ہے کہ : اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس میں عدل و انصاف کا حکم دیا ہے، تو اس طرح یہ دیکھنا باقی رہا کہ دونوں میں سے عدل و انصاف کے زیادہ قریب کیا ہے؟

اس سے منع کرنے والے کہتے ہیں : یہاں مماثلت ممکن نہیں، تو عدل یا تقاضہ یہی ہے کہ قصاص کی بجائے کسی اور جنس کی طرف جایا جائے جو کہ تعزیر ہے؛ کیونکہ قصاص میں تو مماثلت ضروری ہے، اس لیے زخموں میں قصاص واجب نہیں، اور نہ ہی کاٹنے میں، لیکن اگر مماثلت ممکن ہو تو پھر قصاص لینا ممکن ہے، اور جب قطع اور زخم میں مماثلت مشکل ہو تو پھر ہم دیت اختیار کرینگے، اور اسی طرح تھپڑ وغیرہ میں بھی جب قصاص لینا مشکل ہو تو پھر تعزیر ہوگی۔

اور قصاص کو جائز قرار دینے والے کہتے ہیں کہ :

اس میں تعزیر کی بجائے قصاص کتاب و سنت اور قیاس اور عدل و انصاف کے زیادہ قریب ہے۔

کتاب اللہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿اور برائی کی سزا اس کے برابر ہے﴾۔

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿اور جو کوئی تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی کرو جتنی اس نے تم پر کی تھی﴾۔

اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ اس میں مماثلت اور برابری حسب الامکان ہوتی ہے، اور تعزیر سے زیادہ تھپڑ میں ہی تھپڑ، اور مار سے مار میں ہی بہت مماثلت پائی جاتی ہے؛ کیونکہ یہ (یعنی تعزیر) کسی اور جگہ مار ہے اور نہ ہی اس میں نہ تو صورتاً مماثلت ہے، اور نہ ہی جگہ اور اندازے میں، تو تم تفاوت سے بھاگے ہو جس دونوں تھپڑوں میں احتراز ناممکن تھا، لیکن اس سے بھی بڑے تفاوت میں پڑ گئے، جس کی ناکوئی نص ہے اور نہ ہی قیاس۔

ان کا کہنا ہے : اور رہی سنت تو ابن قیم رحمہ اللہ نے کئی ایک احادیث بیان کی ہیں جن میں اس طرح کے معاملہ میں قصاص ثابت ہے پھر وہ کہتے ہیں :

اور اگر اس مسئلہ میں صرف خلفاء راشدین کی سنت ہی ہوتی تو پھر بھی یہ دلیل اور حجت کے لیے کافی تھی۔

دیکھیں: حاشیہ ابن القیم علی تہذیب سنن ابی داود (336/7-337)، اور الفتاویٰ الکبریٰ (402/3)۔

سوم:

اور جب آپ کے لیے یہ ثابت ہو گیا کہ دوسرے فریق نے آپ کو مارا ہے اس میں آپ قصاص لے سکتے ہیں، تو پھر اگر آپ دیکھیں کہ اس نے ندامت کا اظہار کرتے ہوئے آپ سے معذرت کی اور معافی مانگ لی اور اپنی حالت سدھار لی ہے تو آپ بغیر کچھ لیے معاف کر سکتے ہیں۔

اور آپ کے لیے قصاص لینا بھی جائز ہے، کہ آپ بھی اس کے ساتھ اسی طرح کریں جس طرح اس نے آپ کے ساتھ کیا ہے، لیکن اس میں زیادتی نہ ہو اور نہ ہی ظلم۔

اور آپ کے لیے مالی عوض کے بدلے قصاص ترک کرنا بھی جائز ہے، اس کا فیصلہ شرعی قاضی کریگا، اور جب آپ اس سے اسی طرح کا عمل کر کے قصاص لیں جو اس نے آپ کے ساتھ کیا ہے تو پھر آپ کے لیے اہانت کے بدلے مال لینا جائز نہیں؛ کیونکہ آپ نے مماثلت کا حق لے لیا ہے، جس طرح کہ جس عوض کا آپ کے حق میں فیصلہ کیا گیا ہے وہ مار کے عوض میں ہے نہ کہ اہانت کے عوض میں؛ کیونکہ اہانت تو ایک معنوی ضرر ہے، اس طرح کے معنوی ضرر کے مقابلہ میں مالی عوض لینا جائز نہیں، عموم علماء اس مسلک پر ہی ہیں۔

اسلامی فقہ اکیڈمی کے فیصلہ نمبر (109) (12/3) میں جزائی شرط کے عنوان کے تحت درج ہے:

"جس نقصان اور ضرر کا معاوضہ جائز ہے، وہ مالی فعل پر مشتمل ہے... اور ضرر ادبی یا معنوی کو شامل نہیں" انتہی۔

اور الموسوعة الفقهية میں "معنوی اضرار کے معاوضہ" کے تحت درج ہے:

"ہم فقہاء میں سے کسی فقہ کو بھی دیکھتے کہ اس نے یہ تعبیر کی ہو، بلکہ یہ ایک نئی تعبیر ہے، ہم کسی بھی فقہی کتاب میں نہیں پاتے کہ کسی ایک فقہ نے بھی معنوی اضرار میں مالی معاوضہ کے متعلق بات کی ہو" انتہی۔

دیکھیں: الموسوعة الفقهية (40/13)۔

خلاصہ یہ ہوا کہ:

آپ کو قصاص لینے، یا پھر بغیر کچھ لیے معاف کرنے کا حق حاصل ہے، اور افضل بھی یہی ہے کہ اگر اس میں کوئی اصلاح، یا ندامت نظر آئے تو معاف کرنا افضل ہے، یا پھر مار کے عوض میں آپ مال لے لیں۔

اور جب آپ قصاص کے ساتھ اپنا حق پور کر لیں تو اس کے بعد آپ کو مال لینے کا کوئی حق حاصل نہیں، لیکن اگر آپ اپنے حق کے عوض میں صرف مال لینا چاہیں، جیسا کہ آپ کے سوال سے ظاہر ہوتا ہے، تو پھر اس مال سے آپ خود بھی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں، اور اسے صدقہ بھی کر سکتے ہیں۔

واللہ اعلم۔